پانچواں ہفتہ (نصاب)

(سورت الحجرات کی آیت نمبر 18-9 کا ترجمہ وتشریح، آداب معاشرت سے متعلقہ احادیث)

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 09

وَإِنْ	طَائِفَتَانِ	مِنَ	الْمُؤْمِنِينَ	اقْتَتَلُوا	فَأَصْلِحُوا
اور اگر	دو گروہ	سے	ایمان والو	آپس میں لڑ پڑیں	پس صلح کروائیں
بَيْنَهُمَا	فَإِنْ	بَغَتْ	إِحْدَاهُمَا	عَلَى الْأُخْرَىٰ	فَقَاتِلُوا
آپس میں	پھر اگر	زیادتی کرے	ان میں سے ایک	دوسرے پر	پس تم لڑائی کرو
الَّتِي	تَبْغِي	حَتَّىٰ	تَفِيءَ	إِلَىٰ	أَمْرِ اللَّهِ
اس سے	زیادتی کرے	یہاں تک کہ	رجوع/لوٹ آئے	طرف	اللہ کے حکم

فَإِن فَاءَتْ	فَأَصْلِحُوا	بَيْنَهُمَا	بِالْعَدْلِ	وَأَقْسِطُوا	إِنَّ اللَّهَ
پھر اگر لوٹ آئے	پس صلح کرواؤ	ان دونوں کے درمیان	عدل کے ساتھ	اور انصاف کرو	بیشک اللہ

يُحِبُّ	الْمُقْسِطِينَ
پسند کرتا ہے	انصاف کرنے والوں کو

سلیس اردو ترجمہ:

اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرواؤ پھر اگر زیادتی کرے ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر، تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کر لے پھر جب وہ رجوع کر لے تو تم دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کروا دو اور تم انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تفسیر وتشریح:

سورہ حجرات کی اس آیت میں معاشرتی آداب کے حوالے سے گفتگو کی جا رہی ہے جن میں سے چند اہم نکات یہ ہیں:

☆۔ **ناراض مسلمانوں کی آپس میں صلح کروانا:**

(وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا)

آیت کے اس حصہ میں ناراض مسلمانوں کی آپس میں صلح کے حوالے سے حکم دیا جارہا ہے کہ جو بھی معاشرے میں معتبر اور سنجیدہ مزاج کے مالک ہیں جن کی بات سنی اور سنائی جاتی ہے یا گھر اور خاندان کے بڑے افراد ہیں ان سب کو چاہئے کہ اپنے خاندان یا محلے میں ناراض لوگوں کی آپس میں صلح کروائیں اور اس مصالحت میں غیر جانبداری اور عدل ضروری ہے، جہاں اس صلح کی وجہ سے دشمنیاں اور آپس کی نفرت ختم ہو جائے گی وہاں اس حکم ربانی پر عمل کی برکت کی وجہ سے اخوت وایثار اور امن وسکون کی فضا عام ہوگی۔ اور عبادات شرف قبولیت سے نوازی جائیں گی کیونکہ حدیث میں ہے:

''کہ بغض اور کینہ رکھنے والے افراد کی اعمال صالحہ کو قبول نہیں کیا جاتا'' (الحدیث)

☆۔ **مظلوم کا حق پر قائم ہونے کی صورت میں ساتھ دینا:**

(فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ)

اس جملہ میں اس بات کا حکم ہے کہ اگر دو گروہوں میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو تم مظلوم گروہ کا ساتھ دو یہاں تک کہ ظالم جماعت اللہ کے فیصلے کو ماننے کے لئے تیار ہو جائے۔

☆۔ **عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے صلح کروانا:**

(فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ)

آیت کے اس حصہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ اگر ظالم گروہ حق اور صحیح بات کی طرف آجائے تو پھر دونوں گروہوں کی آپس میں عدل کے ساتھ صلح کروادو۔

☆۔ **اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے:**

(وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ)

یہاں پر اللہ تعالی دوبارہ پھر عدل وانصاف کا حکم دے رہے ہیں کہ تمہیں ہر صورت میں عدل کرنا چاہئے کیونکہ اللہ عدل وانصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اب یہ ہمارے لئے قیمتی موقع ہے کہ اگر ہم اللہ کی نظروں میں پسندیدہ بننا چاہتے ہیں تو ہر معاملے میں چھوٹوں اور بڑوں سے، اپنے اور پرائے

سے، بیٹیوں اور بیٹوں میں، بہنوں اور بھائیوں میں الغرض اپنی جان اور جانوروں سے بھی عدل و انصاف کریں۔اور ہمیں ہر حق والے تک اس کا حق پہنچانا چاہیئے۔

دو گروہوں یا بندوں کے درمیان صلح کروانا روزہ،نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے بلکہ صلح کروانے کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:10

إِنَّمَا	الْمُؤْمِنُونَ	إِخْوَةٌ	فَأَصْلِحُوا	بَيْنَ	أَخَوَيْكُمْ
بیشک	ایمان والے	بھائی بھائی	پس صلح کرواؤ	درمیان	اپنے بھائیوں کے
وَاتَّقُوا اللَّهَ	لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُونَ			
اور اللہ سے ڈرو	شاید کہ تم	تم رحم کئے جاؤ			

سلیس اردو ترجمہ:

بیشک سب مومن بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرواؤ اور اللہ سے ڈرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر و تشریح:

اس آیت میں صلح کی بنیاد اور معقول وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہیں صلح اس لئے کرنی چاہیئے کہ دراصل تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو اور بھائیوں کے درمیان تو کبھی لمبی چوڑی دشمنی نہیں ہوتی اور ویسے بھی جب اپنائیت اور اخوت کا احساس پیدا ہو جائے تو دل نرم پڑ جاتا ہے اور انتقام کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔

آیت کے آخری الفاظ میں فرمایا کہ اللہ سے ڈرو! شاید تم پر رحم کیا جائے یعنی دشمنی کو طول دینے سے ڈرو، ظلم کرنے سے ڈرو، بدلہ میں زیادتی کرنے سے ڈرو وغیرہ اگر ہم مجموعی طور پر ان آیات پر عمل کرنا شروع کر دیں اور قرآنی احکام و مسائل کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنالیں تو یقیناً ہماری بہت سی خاندانی رنجشیں ختم ہو سکتی ہیں۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:11

يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ	آمَنُوا	لَا يَسْخَرْ	قَوْمٌ	مِّنْ
اے	لوگو	ایمان لائے ہو	نہ مذاق کرے	کوئی قوم	سے

قَوْمٍ	عَسٰی	أَنْ	يَكُونُوا	خَيْرًا	مِّنْهُمْ
کسی قوم سے	ممکن ہے	یہ کہ	وہ ہو	بہتر	ان میں سے
وَلَا نِسَآءٌ	مِّن نِّسَآءٍ	عَسٰی	أَن يَكُنَّ	خَيْرًا	مِّنْهُنَّ
اور نہ خواتین	خواتین سے	شاید/ممکن ہے	یہ کہ وہ ہوں	بہتر	ان میں سے
وَلَا تَلْمِزُوا	أَنْفُسَكُمْ	وَلَا تَنَابَزُوا	بِالْأَلْقَابِ	بِئْسَ الاِسْمُ	الْفُسُوْقُ
اور نہ الزام لگاؤ	اپنے آپ پر	اور نہ پکارو	لقب کے ساتھ	برا نام	گناہ ہے
بَعْدَ الْإِيْمَانِ	وَمَنْ	لَّمْ يَتُبْ	فَأُوْلٰئِكَ	هُمُ	الظَّالِمُوْنَ
ایمان کے بعد	اور جو کوئی	نہ توبہ کرے	پس وہی	وہ	ظلم کرنے والے

سلیس اردو ترجمہ:

اے مومنو! تم میں سے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کی جماعت دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں شاید وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور باہم برے القاب سے نہ پکارو، برا نام لینا ایمان لانے کے بعد گناہ ہے، اور جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں ناراضگی اور لڑائی کی وجوہات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ وہ بنیادی اسباب یہ ہیں جن کی وجہ سے لڑائی ہوتی ہے یا دشمنی جنم لیتی ہے مثلاً:

☆۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا:

(يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا يَسْخَر ..... مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ)

لڑائی کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ دوسروں کا اس انداز سے مذاق اڑایا جائے کہ اس کو حقیر سمجھا جائے، فطرتی بات ہے کہ جب کسی کی توہین کی جائے گی اور مذاق اس حد تک کئے جائیں گے کہ جو اس کی شان کے خلاف ہوں تو تب وہ لڑائی جھگڑے پر اتر آئے گا اور پیار محبت کے ماحول کو ختم کر کے نفرت وعداوت کی فضاء پروان چڑھائے گا۔ اس لئے ہمیں اس معاملے میں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ ایسا مزاح جس میں عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے خوش گپی

کا ماحول پیدا کرنا مقصود ہو اس کی اجازت ہے۔

☆۔ **اپنے آپ پر الزام لگانا:** (وَلَا تَلۡمِزُوا أَنفُسَکُمۡ)

بعض دفعہ انسان دوسروں کے عیب تلاش کرتے کرتے اپنے آپ کا کسی دوسرے کے ساتھ تقابل کرنے لگ جاتا ہے، اور یہ تقابل کبھی تو مال میں کرتا ہے، کبھی علم میں کرتا ہے، کبھی جسمانی اوصاف (خوبصورتی، قد وقامت، اعضاء کی بناوٹ) میں کرتا ہے، کبھی کاروبار اور عہدہ میں کرتا ہے، کبھی حسب ونسب میں کرتا ہے۔ اس تقابل کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کوستا ہے، ناشکری کرتا ہے حتی کہ اللہ کی بناوٹ اور خلقت میں عیب جوئی کرتا ہے۔ یا پھر دوسروں میں عیب جوئی کرتا ہے، ان کی نقلیں اتارتا ہے، طنزیہ باتیں کرتا ہے، یہ تمام حرکتیں معاشرتی تعلقات کو بگاڑتی ہیں اسی لئے اسلام نے ان سب کو حرام قرار دیا ہے۔ بلکہ اپنے سے کم تر کو دیکھ کر ہر حال میں شکریہ اداء کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

☆۔ **برے نام سے پکارنا:**

(وَلَا تَنَابَزُوا بِالۡأَلۡقَابِ بِئۡسَ الاِسۡمُ الۡفُسُوقُ بَعۡدَ الۡإِیۡمَانِ)

تہذیب وتمدن سے عاری قوم آپس کی گفتگو اور بولنے بولانے سے پہچانی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب نبی کی امت کو انتہائی عمدہ آداب سکھلائے ہیں اور انہی آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ کسی کو الٹا نام لے کر نہ پکارو اس سے آپس میں نفرت پیدا ہوگی اور پھر ویسے بھی یہ نافرمانی اور گناہ کی بات ہے کہ کسی کے نام کو الٹا کر کے پکارا جائے۔ یاد رہے کہ الٹے نام میں کسی کے اصل نام کو بگاڑنا یا پھر پیدائشی معذور کو اس کی تخلیق کا طعنہ دینا مثلاً: اندھا، کانا، لنگھڑا، گھٹنا، لمبا وغیرہ کہنا برے القاب میں آتا ہے۔ ہمیں برے القاب کی بجائے اچھے القاب اور ناموں سے پکارنا چاہئے۔ اور یہی ہمارے مہذب ومودب ہونے کی پہچان ہے۔

☆۔ **جو توبہ نہ کرے وہی ظالم ہے:**

(وَمَن لَّمۡ یَتُبۡ فَأُوۡلَئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ)

معاشرتی آداب سکھلانے کے بعد آیت کے آخری جملہ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جو اپنی اصلاح نہ کرے اور اللہ تعالی کے اس تربیتی احکامات پر عمل نہیں کرتا تو اس کا شمار پھر مہذب و مودب لوگوں میں سے نہیں ہوگا بلکہ وہ ظالموں میں شمار ہوگا جو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 12

یَآ اَیُّھَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	اجْتَنِبُوْا	كَثِيْراً	مِّنَ الظَّنِّ
اے	لوگو	ایمان لائے ہو	پرہیز کرو	بہت زیادہ	گمان سے
إِنَّ	بَعْضَ الظَّنِّ	إِثْمٌ	وَلَا تَجَسَّسُوْا	وَلَا يَغْتَب	بَّعْضُكُمْ
بیشک	کچھ گمان	گناہ	اور نہ جاسوسی کرو	اور نہ غیبت کرو	تم میں کچھ
بَعْضاً	أَيُحِبُّ	أَحَدُكُم	أَن يَأْكُل	لَحْمَ	أَخِيْهِ
بعض	کیا پسند کرتا ہے	تم میں کوئی ایک	یہ کہ کھائے	گوشت	اپنے بھائی
مَيْتاً	فَكَرِهْتُمُوْهُ	وَاتَّقُوْا اللّٰهَ	إِنَّ اللّٰهَ	تَوَّابٌ	رَّحِيْمٌ
مردہ	پس تم اس کو ناپسند سمجھتے ہو	اور اللہ سے ڈرو	بیشک اللہ تعالی	بہت توبہ قبول کرنے والا	رحم کرنے والا

سلیس اردو ترجمہ:

اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی عیب جوئی میں نہ رہا کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے، کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم تو خود اس کام کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

تفسیر وتشریح:

سورہ حجرات کی اس آیت میں پھر عام معاشرتی خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے اس لئے کہ وہ خرابیاں معاشرے کے امن وسکون کو تباہ کر دیتی ہیں اور باہمی محبت کو نفرت میں بدل دیتی ہیں، وہ خرابیاں یہ ہیں:

☆۔ **سوءِ ظن سے اجتناب:**

(يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ)

ہمارے معاشرے میں رائج بے شمار برائیوں میں سے سب سے خطرناک برائی جو مزید نفرتوں اور دشمنیوں کو جنم دیتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جائیں، اس کے اقوال وافعال کو منفی انداز سے لیں یا برا سوچیں۔ یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جو باہمی محبت کو ختم کر کے نفرت کو

پروان چڑھاتے ہیں جب کہ اسلام ہمیں آپس میں محبت کے ساتھ اور ایک دوسرے کے اقوال وافعال کو مثبت انداز سے سوچنے کا درس دیتا ہے۔اس لئے ہمیں آپس کی غلط فہمیوں کو ختم کر کے ہر ایک کے متعلق مثبت انداز سے سوچنا چاہئے۔

☆۔ **عیوب ونقائص کی جستجو:** (وَلَا تَجَسَّسُوا)

معاشرتی امن وسکون کے خاتمے کی دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کے عیوب ونقائص کی تلاش شروع کر کے اس کی تشہیر کی جائے حالانکہ اسلام نے تو ہمیں ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالنے اور چھپانے کا حکم دیا ہے جب ہم پردہ ڈالنے کی بجائے جاسوسی شروع کر دیں گے تو یقیناً باہمی امن وسکون اور محبت ختم ہو جائے گی۔یادرہے کہ یہاں ایسی جاسوسی کی ممانعت کا حکم ہے جس میں کسی کی اصلاح مقصود نہیں بلکہ معاشرے میں رسوا کرنا مقصد ہے۔باقی وہ جاسوسی جو جنگی حکمت عملی اور اصلاحی پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے وہ جائز ہے۔

عصر حاضر میں اس حکم ربانی پر عمل کرتے ہوئے ہمیں لوگوں کے گھروں میں نہیں جھانکنا چاہیے، چوری چھپے کسی کی باتیں نہیں سننی چاہییں ،کسی کے خطوط اور میسج وغیرہ نہیں پڑھنے چاہییں وغیرہ۔

☆۔ **غیبت کی ممانعت:** (وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً ....مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ)

آیت کے اس حصہ میں غیبت کی ممانعت کا حکم دیا جارہا ہے کہ معاشرتی خرابیوں اور باہمی فساد کا ایک اہم سبب کسی کی عدم موجوگی میں اس کے عیوب ونقائص کو دوسروں کے سامنے نمایاں کر کے اس کے خلاف لوگوں کو متنفر کرنا ہے، گویا نفرتِ انسانیت کو اللہ تعالی نے اتنا بڑا جرم قرار دیا ہے کہ یوں سمجھو جیسے کوئی اس گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے اپنے ہی مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔

غیبت اور چغلی کی ممانعت کا حکم بھی اسی وجہ سے ہے تا کہ معاشرہ باہمی محبت وایثار کا پیکر بن جائے۔چغلی یہ ہے کہ دو انسانوں یا جماعتوں کے باہم ایک دوسرے کے عیبوں کو بتا کر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا اور لڑانے کی کوشش کی جائے۔

البتہ ایسی غیبت جس میں کسی کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کا پہلو ہو وہ جائز ہے

☆۔ **تقوی اختیار کرنے کا حکم:** (وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ)

آیت کے اس آخری حصہ میں تقوی اختیار کرنے کا حکم دے کر اللہ نے آیت میں موجود تمام معاشرتی برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، نافرمانی کی صورت میں اللہ کی پکڑ اور سزا سے ڈرنے کا حکم دیا

ہے،اورنسیان وغیرہ کی صورت میں اگر کسی سے یہ گناہ سرزد ہو جائیں تو اس کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے اس لئے اب مزید ضد اور ہٹ دھرمی نہ کرو بلکہ اس رحمٰن ورحیم اللہ سے پکی اور سچی توبہ کرو یقیناً وہ تمہیں معاف کردے گا۔

سورۃ الحجرات آیت نمبر:13

یٓا أَیُّھَا	النَّاسُ	إِنَّا	خَلَقْنَاكُمْ	مِّنْ	ذَكَرٍ وَأُنْثٰى
اے	لوگو	بیشک ہم نے	ہم نے تم کو پیدا کیا	سے	مرد اور عورت
وَجَعَلْنَاكُمْ	شُعُوباً	وَقَبَآئِلَ	لِتَعَارَفُوْا	إِنَّ	أَكْرَمَكُمْ
اور بنائے ہم نے تمہارے	خاندان	اور قبیلے	تا کہ پہچان سکو	بیشک	تم میں سب سے زیادہ معزز

عِنْدَ اللّٰهِ	أَتْقَاكُمْ	إِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	خَبِيْرٌ
اللہ کے ہاں	تم میں سب سے زیادہ متقی	بیشک اللہ	جاننے والا	باخبر

سلیس اردو ترجمہ:

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں تمام لوگوں کی تخلیق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا جارہا ہے کہ پیدائشی طور پر تمام انسان ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کئے گئے ہیں یعنی سبھی حضرت آدمؑ اور حوّا کی اولاد میں سے ہیں، موجودہ دور میں قوم، وطن، نسل، رنگ، اور زبان یہ پانچ خدا یا معبود بنا لئے گئے ہیں، انہی میں سے کسی کو بنیاد بنا کر پوری انسانیت کو کئی گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جو آپس میں ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتے مرتے رہتے ہیں، کسی کو قومیت پر ناز ہے کہ وہ مثلاً جرمن یا انگریز قوم سے تعلق رکھتے ہیں، کوئی سفید رنگ کی نسل ہونے پر فخر کرتا ہے، کوئی سید اور فاروقی یا صدیقی ہونے پر ناز کرتا ہے۔ گویا ان چیزوں کو تفاخر وتنافر کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، یہ آیت ایسے معبودوں یا بالفاظ دیگر فتنہ وفساد اور لامتناہی جنگوں کی

بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔

آیت بالا میں مختلف خاندان اور قبیلوں کا مقصد بتایا گیا ہے کہ ان کے ذریعے باہمی پہچان کو آسان بنایا جا سکے اور آگے چل کر اللہ نے اپنے نزدیک عزت کے معیار کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ میرے نزدیک عزت کا معیار تقوی ہے۔

جس طرح اس آیت میں تمام نسل نو میں مساوات بیان کی جا رہی ہے اسی طرح آپ ﷺ نے عملی طور پر مساوات کا درس دیتے ہوئے مواخات مدینہ میں اس کا نمونہ پیش کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت بلال حبشیؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ کو بھی اپنے علاقوں کی یاد کبھی نہ آئی اور خطبہ حجۃ الوداع میں بھی مساوات پر زور دیا تھا۔ آج ہم نے مساوات کے سبق کو بھول کر رنگ، نسل، ذات، برادری، وطن، عہدہ، مال وغیرہ کے فرق کو بنیاد بنا کر لوگوں کو آپس میں تقسیم کر دیا ہے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 14

قَالَتِ	الۡاَعۡرَابُ	اٰمَنَّا	قُلۡ	لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا	وَلٰكِنۡ
کہا	دیہاتیوں نے	ہم ایمان لائے	آپ کہہ دیجئے	نہیں تم ایمان لائے	اور لیکن
قُوۡلُوۡۤا	اَسۡلَمۡنَا	وَلَمَّا	يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ	فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ	وَاِنۡ تُطِيۡعُوا
تم کہو:	ہم اسلام لائے	اور ابھی تک نہیں	داخل ہوا ایمان	تمہارے دلوں میں	اور اگر تم اطاعت کرو
اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ	لَا يَلِتۡكُمۡ	مِّنۡ اَعۡمَالِكُمۡ	شَيۡـئًـا	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ
اللہ اور اس کے رسول کی	نہیں وہ کم کرے گا	تمہارے اعمال (کی جزا) سے	کچھ بھی	بیشک اللہ	بہت بخشنے اور رحم کرنے والا ہے

سلیس اردو ترجمہ:

دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے ہیں، آپ ان سے کہئے: تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ابھی تک ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس

کے رسول کی اطاعت کرو تو اللہ تعالی تمہارے اعمال سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔ اللہ یقیناً بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں دیہاتیوں کی خوش فہمی اور جلد بازی کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ ہم اسلام کے متعلق گہرائی سے شناسائی حاصل کر چکے ہیں اور ہمارے ظاہر و باطن میں اسلام غالب ہے اور ہمیں اب سینئر اور بہت پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام کی طرح سمجھا جائے اور اسی طرح مال غنیمت وغیرہ سے نوازا جائے تو یہ ان کی خوش فہمی اور حقیقت سے ناواقفیت ہے۔ کیونکہ اسلام ابھی ان کے اندر داخل ہی نہیں ہوا جب اندر اسلام داخل ہو جائے گا تو یہ مومن کہلوائیں گے اور پھر ان کو اپنے عمل یا زبان سے یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اس لئے ابھی ان کو اپنے آپ کو مومن نہیں بلکہ مسلمان کہنا اور سمجھنا چاہیے۔

☆۔ بدوی منافق قبائل کا اسلام کیسا تھا؟

یہ دیہاتی وہی لوگ تھے جو قبیلہ غفار، مزینہ، جہینہ، اسلم اور اشجع سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے نفاق کی وجہ سے غزوہ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اور جب آپ ﷺ اس غزوہ سے واپس آئے تو حیلے بہانے تراش کر اپنے لئے استغفار کی التجا کر رہے تھے۔ یہ لوگ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان تو ہو گئے تھے اور ارکان اسلام بھی بجالاتے تھے، مگر ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا۔ انہیں آسان اور میٹھا میٹھا اسلام تو گوارا تھا لیکن وہ اس کے لئے کوئی مالی یا جانی قربانی پیش کرنے یا مشکلات برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔

☆۔ اسلام اور ایمان میں فرق:

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں الگ الگ ہیں۔ حدیث جبرائیلؑ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جب جبرائیلؑ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں اور رسولوں کا یقین رکھے اور اس بات کا بھی کہ مر کر دوبارہ زندہ ہونا ہے'' اور جب جبرائیلؑ نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تو صرف اللہ کی عبادت کرے اور اس کا شریک نہ بنائے، نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے'' (صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق دل کے افعال سے ہے اور اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:15

اِنَّمَا	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ	ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا	وَجٰهَدُوۡا
یقیناً	(سچے) مومن	وہ ہیں جو ایمان لائے	اللہ اور اس کے رسول پر	پھر انہوں نے نہ شک کیا	اور انھوں نے جہاد کیا
بِاَمۡوَالِهِمۡ	وَاَنۡفُسِهِمۡ	فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ	
اپنے مالوں کے ساتھ	اپنی جانوں کے ساتھ	اللہ کی راہ میں	یہی لوگ	سچے ہیں	

سلیس اردو ترجمہ:

(حقیقی) مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہیں پڑے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی سچے (مسلمان) ہیں۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں مومنوں اور منافقوں کا تقابل پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ حقیقی مومن اللہ، اس کے وعدوں اور اس کے رسول پر پوری طرح یقین رکھتے ہیں۔ وہ مفاد پرست نہیں ہوتے لہذا جو کچھ اللہ اور اس کا رسول کہے فوراً اس کی اطاعت کرتے اور بوقت ضرورت جان و مال کی قربانیاں بھی پیش کر دیتے ہیں۔ اور منافقوں کی طرح حیلوں بہانوں سے فرار کی راہ اختیار نہیں کرتے ۔ ایسے ہی لوگ راستباز ہوتے ہیں۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:16

قُلۡ	اَتُعَلِّمُوۡنَ اللّٰهَ	بِدِيۡنِكُمۡ	وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ	مَا فِى السَّمٰوٰتِ	وَمَا فِى الۡاَرۡضِ

آپ کہہ دیجئے	کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو	اپنے دین کی؟	اور اللہ جانتا ہے	جو کچھ آسمانوں میں ہے	اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاللّٰهُ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ		
اور اللہ	ہر	چیز	خوب جاننے والا ہے		

سلیس اردو ترجمہ:

آپ ان (دیہاتیوں) سے کہئے: کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو حالانکہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر وتشریح:

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا یہ تھا کہ ہم اسلام لے آئے اور ان کا یہ اسلام لانا چڑھتے سورج کو سلام کرنے کے مترادف تھا۔ وہ اسلام لا کر اپنی جان ومال کی حفاظت اور اموال غنائم سے اپنا حصہ طلب کرنا چاہتے تھے، اللہ تعالی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جیسا تم اسلام لا رہے ہو۔ اللہ کو اس کا ٹھیک پتہ ہے اور جن اغراض کے تحت لا رہے ہو وہ بھی معلوم ہے۔

سورۃ الحجرات | آیت نمبر: 17

يَمُنُّوْنَ	عَلَيْكَ	أَنْ أَسْلَمُوْا	قُلْ	لَا تَمُنُّوْا	عَلَيَّ
اور (دیہاتی) احسان جتاتے ہیں	آپ پر	یہ کہ وہ مسلمان ہوئے	کہہ دیجئے	نہ تم احسان جتلاؤ	مجھ پر
إِسْلَامَكُمْ	بَلِ اللّٰهُ	يَمُنُّ	عَلَيْكُمْ	أَنْ هَدٰكُمْ لِلْإِيْمٰنِ	إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
اپنے اسلام لانے کا	بلکہ اللہ	احسان فرماتا ہے	تم پر	یہ کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ایمان کی	اگر ہو تم سچے

سلیس اردو ترجمہ:

وہ آپ پر یہ احسان دھرتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے۔ آپ ان سے کہئے: اپنے اسلام لانے کا مجھے احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت دے دی۔ اگر (فی

الواقع) تم (اپنی بات میں) سچے ہو۔

تفسیر وتشریح:

دیہاتی دراصل اسلام لاکر احسان یہ جتلاتے تھے کہ ہم ازخود ہی فرمانبردار بن کر اور اسلام لا کر آپ کے پاس حاضر ہوگئے ہیں اور آپ کو ہمارے خلاف لشکر کشی نہیں کرنا پڑی۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اب ہماری طرف توجہ فرمایئے اور اموال غنائم میں سے ہمیں بھی کچھ مال دیجئے، اس کے جواب میں اللہ تعالی نے اپنے نبی سے کہا کہ انہیں کہہ دیجئے۔ کہ اگر اسلام لائے ہو تو اپنی ہی ذاتی اغراض کے لئے لائے ہو، ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوتا جو دوسرے کافروں کا ہورہا ہے۔ اس اسلام لانے کا مجھ پر کیا احسان دھرتے ہو؟ بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام لانے کی توفیق دی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے تمہارے جان ومال محفوظ ہوگئے اور پٹائی نہیں ہوئی۔ یہ تم کیا الٹی گنگا بہا رہے ہو؟ اور دیکھو اگر تم فی الواقع سچے ایماندار ہوتے تو تمہیں یہ بات کہتے بھی شرم آنی چاہئے تھی۔ جیسے ایک بادشاہ اگر کسی کو ملازم رکھ لے تو یہ بادشاہ کا ملازم پر احسان تو ضرور ہوتا ہے مگر ملازم اسے کسی بھی صورت یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہاری خدمت کرکے تم پر احسان کررہا ہوں۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 18

إِنَّ اللَّهَ	يَعْلَمُ	غَيْبَ السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضِ	وَاللَّهُ بَصِيرٌ	بِمَا تَعْمَلُونَ
بیشک اللہ	جانتا ہے	آسمانوں کی پوشیدہ	اور زمین کی	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے	اس کو جو تم کرتے ہو

سلیس اردو ترجمہ:

اللہ آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کررہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں آسمانوں اور زمین کی ان تمام معلومات کے حوالے سے بات کی جارہی ہے جن کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ غیبی معلومات ہیں تو ان کی اصل نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے گی

اور غیبی معلومات کی حقیقت کو صرف اور صرف اللہ ہی کے ساتھ خاص کیا جائے گا۔ کہ اللہ کے علاوہ اس کائنات میں کوئی نبی، ولی، بزرگ، امام غیب نہیں جانتا۔

حدیث نمبر:05 عنوان: حقوق العباد کی اہمیت؟

عَنْ	اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	اَتَدْرُوْنَ مَاالْمُفْلِسُ؟	قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ	فِيْنَا، مَنْ
حضرت	ابوہریرہؓ نے کہا	فرمایا اللہ کے رسولؐ	کیا تم جانتے ہو، مفلس کون ہے	انہوں نے کہا :مفلس	ہم میں، جو
لَادِرْهَمَ لَهٗ	وَلَا مَتَاعَ	فَقَالَ	اِنَّ الْمُفْلِسَ	مِنْ اُمَّتِیْ	مَنْ
نہیں درہم اس کے پاس	اور نہ ساز و سامان	پس کہا	بیشک مفلس	میری امت سے	جو
يَّاْتِیْ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	بِصَلَاةٍ	وَصِيَامٍ	وَزَكٰوةٍ	وَيَاْتِیْ
آئے گا	قیامت کے دن	نماز	اور روزہ	اور زکوۃ	اور وہ آئے گا
قَدْ شَتَمَ	هٰذَا	وَاَكَلَ	مَالَ هٰذَا	وَسَفَكَ	دَمَ هٰذَا
کبھی گالی دی ہوگی	اس کو	اور کھایا	اس کا مال	اور بہایا	اس کا خون
وَضَرَبَ هٰذَا	فَيُعْطٰى هٰذَا	مِنْ حَسَنَاتِهٖ	وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ	فَاِنْ	فَنِيَتْ
اور اس کو مارا ہوگا	پس دیا جائے گا	اس کی نیکیوں سے	اور اس کی نیکیوں سے	پھر اگر	ختم ہوگئیں
حَسَنَاتُهٗ	قَبْلَ	اَنْ يُّقْضٰى	مَا	عَلَيْهِ	اُخِذَ
اس کی نیکیاں	پہلے	یہ کہ پورا ہوجائے	جو	اس کے ذمے ہے	لیا جائے گا
مِنْ	خَطَايَا هُمْ	فَطُرِحَتْ	عَلَيْهِ	ثُمَّ طُرِحَ	فِي النَّارِ

سے	ان کی خطائیں	پس ڈال دیا جائے گا	اس پر	پھر پھینک دیا جائے گا	آگ میں

سلیس اردو ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ، ہم میں مفلس (غریب) وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم نہ ہوں اور نہ ہی ساز و سامان ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میری امت سے مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ (اس کے نامہ اعمال میں) نماز، روزہ اور زکوۃ (کا ثواب) اس کے ساتھ ہوگی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے کبھی کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر الزام لگایا ہوگا، اور کسی کا مال کھایا ہوگا، اور کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا پھر اُن کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، اس کو بھی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر نیکیاں ختم ہوگئیں پہلے اس کے کہ جو کچھ اس کے ذمہ ہے اس کا فیصلہ ہو جائے، تو اُن کے گناہوں کو اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیا جائے گا پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (الصحیح المسلم، حدیث نمبر: 2581)

تشریح:

اس حدیث میں حقوق العباد کی مناسبت سے بہت اہم چیزوں کی نشاندہی کی جارہی ہے کہ:

☆۔ **مفلس کون ہے؟**

(اتدرون ما المفلس ؟ قالوا: المفلس فینا من لا درھم له ولا متاع)

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سوالیہ انداز میں صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ مفلس یعنی غریب کون ہے تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ جس کے پاس درہم اور ساز و سامان نہ ہو وہ غریب ہے اور واقعتاً دنیوی اعتبار سے معقول جواب تھا مگر آپ ﷺ کا سوال قیامت کے دن کی حقیقی غربت کے حوالے سے تھا جس کا پھر جواب آپ ﷺ نے خود ہی آگے دیا ہے۔

☆۔ **نیکیوں کا زوال اور خاتمہ:**

(فقال: ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامة بصلاۃ وصیام وزکوۃ)

گزشتہ سوال کا جواب نبی ﷺ نے یوں دیا کہ میری امت سے مفلس وہ آدمی ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ کی نیکیاں لے کر آئے گا مگر حقوق العباد کی عدم ادائیگی کی وجہ سے یہ نیکیاں بھی

جب ختم ہو جائیں گی تو اصل یہی غربت ہے۔

☆۔ گناہوں کا بوجھ:

(ویاتی قد شتم هذا.....وهذا من حسناته)

نیز مذکورہ سوال کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے آدمی نے اس دنیوی زندگی میں کبھی کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو پیٹا ہوگا، تو ان جرائم کے عوض اب اس کی نیکیاں ان مظلوم لوگوں کو دی جائیں گی۔یعنی مزید گناہ بڑھنے لگ جائیں گے اور نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔

☆۔ جہنم کا ٹھکانہ بوجہ عدم ادائیگی حقوق العباد:

(فان فنيت حسناته قبل ان يقضى.... ثم طرح فى النار)

اس جملہ میں وضاحت سے اس بات کو دہرایا جارہا ہے کہ اگر اس حقوق العباد کے غاصب انسان کی نیکیاں ختم ہو گئیں اس حالت میں کہ ابھی بدلہ لینے والے لوگ باقی رہتے ہوں تو پھر ان کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال دئے جائیں گے اور بالاخر جب یہ نیکیاں لے کر آنے والا نیکیوں سے خالی ہو کر گناہوں کے بوجھ تلے دھب جائے گا تو اس کو گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صرف عبادات یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی نجات اخروی کی ضامن نہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ بندوں کے حقوق بھی اچھے طریقے سے ادا کئے جائیں۔اسلام میں عبادت کا تصور یہ ہے کہ اس کا مقصد تقوی پیدا کرنا ہے، اگر تقوی پیدا نہ ہو تو گویا عبادت کا مقصد حاصل نہ ہوا اور متقی شخص لازماً حقوق العباد احسن طریقے سے ادا کرتا ہے۔

حدیث نمبر:07 | عنوان: منافق کی اخروی سزا

قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	تَجِدُوْنَ	شَرَّ	النَّاسِ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ
کہا	اللہ کے رسول	تم پاؤ گے	بدترین	لوگ	قیامت کے دن
ذَاالْوَجْهَيْنِ	اَلَّذِیْ	يَاْتِیْ	هٰٓؤُلَآءِ	بِوَجْهٍ	وَهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ

دو چہروں والے کو	جو	آئے گا	ان (لوگوں) کے پاس	ایک چہرے سے	اور ان کے پاس دوسرے چہرے سے

سلیس اردو ترجمہ:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تو قیامت کے دن بدترین لوگ انہیں پائے گا جن کے دو چہرے ہوں گے، جو کبھی ایک چہرے سے آتے ہیں اور کبھی دوسرے چہرے سے''

تشریح:

منافق اس آدمی کو کہتے ہیں جو ظاہری طور پر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے لیکن اس کے دل میں ایمان نہ ہو اور وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو۔ منافقین مدینہ منورہ میں ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار کا نام عبداللہ بن ابی تھا۔ جس نے مسلمانوں کے خلاف در پردہ ہر سازش میں شرکت کی یہاں تک کہ مسجد ضرار بھی بنائی۔

☆۔ نفاق کی مذمت از روئے قرآن:

قرآن مجید کی ایک سورت کا نام بھی ''المنافقون'' ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

''إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ'' (المنافقون(63):1)

(جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے ضرور رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق ضرور جھوٹے ہیں)۔

نفاق ایک بہت بڑی بیماری ہے۔ قرآن مجید نے منافقوں کا ٹھکانہ جہنم کے نچلے طبقے میں قرار دیا ہے:

''إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ'' (النساء(4):145)

☆۔ نفاق کی مذمت از روئے حدیث:

1- منافق کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

جب بات کرے جھوٹ بولے، امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

2- ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ:

''مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنَ النَّارِ''

(دنیا میں جس شخص کے دو چہرے (منافق) ہونگے قیامت کے دن ان کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی)۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ ''ہم لوگ امراء اور حکام کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے ہاں سے نکلتے ہیں تو کچھ اور کہتے ہیں''۔ بولے ''ہم لوگ عہد رسالت ﷺ میں اس کا شمار نفاق میں کرتے تھے'' (صحیح بخاری)۔

☆ **نفاق کے نقصانات:**

1۔ نفاق سے انسان کی عزت وعظمت خاک میں مل جاتی ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک منافق ناپسندیدہ انسان ہیں۔3۔ قیامت کے دن بھی منافق کی زیادہ ذلت ورسوائی ہوگی۔ 4۔ لوگوں کا ایسے فرد سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

حدیث نمبر:08 عنوان:حسن اخلاق کا وزن

عَنْ	اَبِیْ الدَّرْدَآءِ	اَنَّ النَّبِیَّ	قَالَ	مَاشَیْءٌ	اَثْقَلَ
حضرت	ابودرداءؓ	بیشک نبی ﷺ	فرماتے ہیں	نہیں ہے کوئی چیز	زیادہ بھاری
فِیْ	مِیْزَانِ الْمُوْمِنِ	یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	مِنْ	خُلُقٍ	حَسَنٍ
میں	مومن کے ترازو	قیامت کے دن	سے	اخلاق	اچھے
فَاِنَّ	اللّٰهَ تَعَالٰی	یُبْغِضُ	الْفَاحِشَ	الْبَذِیَّ	
بیشک	اللہ تعالیٰ	ناپسند سمجھتا ہے	بے حیائی	بدگوئی	

سلیس اردو ترجمہ:

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سب سے وزنی چیز جو قیامت کے روز مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ اچھا اخلاق ہے، اور بیشک اللہ فحش گو، اور بد زبان کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح:

☆۔ **حسن اخلاق کا مفہوم:**

محاسن اخلاق سے مراد وہ اچھی عادتیں ہیں جو ایک آدمی کے اخلاق کو سنوارتی ہیں اور افراد کے اخلاق کو بہتر بنا کر معاشرے میں حُسن پیدا کرتی ہیں۔

حُسن اخلاق ایک جامع لفظ ہے جس کے تحت ہر وہ نیک خصلت آتی ہے جس سے انسان کے کردار میں حسن آتا ہے،اگر اسلامی تعلیمات کا غور سے مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ سرور کائناتﷺ نے مسلمانوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں محاسن اخلاق مثلاً : دیانت داری،ایفائے عہد،سچائی،عدل وانصاف،ایثار وقربانی،مہمان نوازی،خوش کلامی،حلم وبردباری،شرم وحیاء،نرمی ورحم دلی،تواضع وانکساری،سادگی وقناعت،شجاعت واستقلال،اور سخاوت کا درس دیا ہے اور حقیقت میں یہی وہ اوصاف ہیں جو کسی مسلمان کو اپنی زندگی میں پیدا کرنے کا حکم اللہ اور رسول کی طرف سے دیا گیا ہے۔

☆۔ **حسن اخلاق کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:**

آپﷺ کے اخلاق کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ خود خالق کائنات فرماتے ہیں:

"إِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم" (القلم(68):4)

(بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں)۔

☆۔ **حسن اخلاق کی اہمیت حدیث کی روشنی میں:**

اسی مناسبت سے اخلاق حسنہ کے داعی اعظم نے اپنی بعثت کا ایک مقصد یوں بیان فرمایا:

" بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ حُسۡنَ الۡاَخۡلَاقِ"(موطا امام مالک)

(میں تو اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں)

مزید احادیث میں اخلاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حسن اخلاق اور اخلاقی اقدار کے داعی نے فرمایا:

"اِنَّ مِنۡ اَخۡیَارِکُمۡ اَحۡسَنُکُمۡ اَخۡلَاقًا" (متفق علیه)

(تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں)۔

☆۔ **حسن اخلاق کی اہمیت اور نجاشی کا دربار:**

یہی وہ اخلاقی اقدار ہیں جن کا اظہار حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے سامنے آپﷺ کے تربیت یافتہ نوجوان اور چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ نے کیا تھا جس کا مفہوم یہ ہے:(اے بادشاہ ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے،بتوں کو پوجتے تھے،مردار کھاتے تھے،بدکاریاں کرتے تھے،ہمسائیوں کو ستاتے تھے،بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے۔اس دوران ہم میں اللہ نے ایک رسول بھیجا ہم اس کے نسب،اس کی سچائی،امانت اور پاک دامنی کو جانتے ہیں،اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کی توحید کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ہمارے آباؤاجداد کی مانند پتھروں اور بتوں کو

پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، امانتیں ادا کریں، صلہ رحمی سے کام لیں، ہمسائیوں سے حسن سلوک کریں اور حرام کاریوں سے رک جائیں)

☆۔ **ترازو میں حسن اخلاق کا وزن:**

نیک اعمال کی بیشمار قسمیں ہیں ، ہر نیکی اپنی جگہ بہت اہم ہے، نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ ، ذکر الٰہی ، نوافل ، تلاوت وغیرہ سب سے بڑے نیک عمل ہیں اور ان کا بڑا اجر و ثواب ہے لیکن اس حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز مومن کے نیک اعمال تولے جائیں گے تو ان میں سب سے وزنی چیز اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔

☆۔ **اللہ تعالی کی ناپسندیدہ چیزیں:**

حدیث کے دوسرے حصہ میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ یقیناً اللہ تعالی فحش گو، بدگو شخص کو پسند نہیں کرتا ۔ فحش گوئی اور بدزبانی قابل نفرت عادت ہے، ہر وقت زبان پر گندے اور بیہودہ الفاظ کا جاری رہنا انسان کو لوگوں کے نزدیک بھی ناپسندیدہ بنا دیتا ہے، اللہ تعالی کی ناپسندیدگی تو ظاہر بات ہے۔